سی پی ایس انٹرنیشنل کی طرف سے آپ کے لیے عید گفٹ

مولانا وحید الدین خان کی دو

خوبصورت تحاریر

1- روزہ اور عید

2- عید الفطر

1- روزہ اور عید

حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت، اور ایک خوشی اس وقت جب کہ وہ اپنے رب سے ملے گا۔(للصائم فرحتان فرحة عند فطرہ و فرحة عند لقاء ربه، متفق علیہ)

روزہ میں آدمی صبح سے شام تک بھوک اور پیاس کو برداشت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہوتا ہے اور وہ روزہ توڑ کر کھانا کھاتا ہے اور پانی پیتا ہے۔ اس وقت آدمی کی وہ حالت ہو جاتی ہے جس کے بارہ میں حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں : ذھب الظمأ وابتلت العروق و ثبت الاجر انشاء اللہ تعالیٰ (پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجر ثابت ہو گیا، ان شاءاللہ)

روزہ اور افطار دونوں دو مختلف تجربے ہیں۔ اس اعتبار سے وہ دنیا کی اور آخرت کی تمثیل ہیں۔ دنیا میں آدمی پابندیوں اور ذمہ داریوں میں بندھا ہوا ہے۔ آخرت میں وہ خوشیوں اور لذتوں سے محظوظ ہونے کے لیے

آزاد کر دیا جائے گا۔ اس طرح روزہ کا وقت گویا دنیا کی علامت ہے، اور افطار کا وقت آخرت کی علامت۔ رمضان کا مہینہ دنیا کی زندگی کو بتارہا ہے، اور عید، جو زیادہ بڑے افطار کا دن ہے۔ آخرت کی زندگی کا تعارف کراتی ہے۔

آدمی کو چاہیے کہ رمضان کے دنوں میں جب وہ روزہ رکھے تو روزہ اس کے لئے دنیوی زندگی کی پہچان بن جائے۔ روزہ کی حالت میں اس کی نفسیات یہ ہو کہ جس طرح میں نے کھانے اور پینے سے اپنے آپ کو روکا ہے، اسی طرح مجھے خدا کی منع کی ہوئی تمام چیزوں سے رکے رہنا ہے۔ اس دنیا میں مجھے عمر بھر ایک روزہ دار زندگی گزارنا ہے۔

اس کے بعد جب شام ہو اور وہ روزہ ختم کر کے افطار کرے تو اس کا احساس یہ ہو کہ گویا وہ عالم آخرت میں پہنچ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مہمانی کی جارہی ہے۔ آنسوؤں کی بارش میں وہ پکار

اٹھے کہ خدایا، میں نے تیری خاطر "روزہ" رکھا، اب تو میرے لیے "افطار" کی زندگی لکھ دے۔ میں نے تیرے لئے رمضان کو پورا کیا، اب تو میرے اوپر ابدی عید کی لامحدود نعمتوں کے دروازے کھول دے۔

مومن کے لیے روزہ، دنیا کی زندگی کا تجربہ ہے اور افطار، آخرت کی زندگی کا تجربہ۔

رمضان کا مہینہ ختم ہونے کے فوراً بعد عید کا دن آتا ہے۔ یہ ترتیب بہت بامعنی ہے۔ یہ گویا مومن کی زندگی کے دو مرحلوں کا علامتی تعارف ہے۔ روزہ ہماری دنیا کی زندگی کی علامت ہے اور عید ہماری آخرت کی زندگی کی علامت۔ روزہ گویا امتحان ہے اور عید اس کا انجام۔ روزہ پابندیوں کا مرحلہ ہے اور عید آزادی کا مرحلہ۔ روزہ مشقت اور محنت کا دور ہے اور عید آرام اور خوشی کا دور۔

روزہ میں صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک کی ساری زندگی طرح طرح کی پابندیوں میں گزرتی ہے۔ یہ کرو اور وہ نہ کرو، اِس وقت کھاؤ اور اُس وقت نہ کھاؤ، کب سوؤ اور کب بستر سے اٹھ جاؤ۔ غرض پورا ایک مہینہ اس طرح گزارا جاتا ہے گویا کہ آدمی کی پوری زندگی دوسرے کے قبضہ میں ہے۔ آدمی کو اپنی مرضی پر نہیں بلکہ دوسرے کی مرضی پر چلنا ہے۔ اس طرح روزہ آدمی کو یہ سبق دیتا ہے کہ وہ دنیا میں اس طرح رہے کہ وہ اپنے آپ کو پوری طرح خدا کی نگرانی میں دئے ہوئے ہو، وہ ہر معاملہ میں خدا کے حکموں کی پابندی کر رہا ہو۔

اس طرح کے ایک پر مشقت مہینہ کے بعد عید کا دن آتا ہے۔ عید کے دن اچانک تمام احکام بدل جاتے ہیں ـــــــ پہلے روزہ رکھنا فرض تھا، اب روزہ رکھنا حرام ہے۔ پہلے لازمی ضرورتوں تک پر پابندی لگی ہوئی تھی، اب کہدیا گیا کہ آزادی سے گھومو پھرو اور خوشیاں مناؤ۔ حتیٰ کہ

غریبوں کے لیے صاحب حیثیت لوگوں پر صدقہ فطر مقرر کیا گیا تاکہ وہ بھی آج کے دن کی خوشیوں سے محروم نہ رہیں۔ یہ گویا آخرت کی زندگی کی ایک تصویر ہے۔ یہ اس دن کو یاد دلانا ہے جب کہ خدا کے سچے بندوں پر سے ہر قسم کی پابندیاں اٹھالی جائیں گی۔ وہ ابدی آرام اور ابدی خوشی کی جنتوں میں داخل کر دیئے جائیں گے، خواہ آج وہ ظاہر بینوں کو کمزور اور بے قیمت کیوں نہ نظر آتے ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ روزہ اور عید ہماری زندگی کے دو مرحلوں کی یاد دلانے کے لیے ہیں۔ روزہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ دنیا کے مرحلہ میں ہمیں کس طرح رہنا ہے۔ اور عید ہم کو بتاتی ہے کہ آخرت کے آنے والے مرحلہ میں ہماری زندگی کیسی زندگی ہو گی۔ ایک دنیا کی زندگی کی ابتدائی علامت ہے اور دوسری آخرت کی زندگی کی ابتدائی علامت۔

الرسالہ، مارچ 1992

2- عید الفطر

عید کا دن روزہ کے مہینہ کے فوراً بعد آتا ہے۔ ایک مہینہ کی روزہ دارانہ زندگی گزارنے کے بعد مسلمان آزادی کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے دو رکعت نماز اجتماعی طور پر پڑھتے ہیں۔ آپس میں ملتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں۔ صدقہ و خیرات کے ذریعہ غریب لوگوں کو مدد کرتے ہیں۔

یہ سب چیزیں عید کی اسپرٹ کو بتاتی ہیں۔ عید کی اسپرٹ اللہ کو یاد کرنا ہے۔ اپنی خوشیوں کے ساتھ لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہونا ہے۔ اپنے مقصد کو حاصل کرتے ہوئے دوسروں کے حقوق ادا کرنا ہے۔ اِس بات کے لیے عمل کرنا ہے کہ خدا کی دنیا ساری انسانیت کے لیے خوشیوں کی دنیا بن جائے۔

روزہ کا مہینہ گویا تیاری اور احتساب کا مہینہ تھا۔ اِس کے بعد عید کا دن گویا نئے عزم اور نئے شعور کے ساتھ زندگی کے آغاز کا دن ہے۔ عید کا

دن دوبارہ نئے حوصلوں کے ساتھ مستقبل کی طرف اپنا سفر شروع کرنے کا دن ہے۔ روزہ اگر ٹھہراؤ تھا تو عید ٹھہراؤ کے بعد آگے کی طرف اقدام۔

روزہ ایک اعتبار سے سمٹنے کا لمحہ تھا۔ اور عید از سرِنو پھیلنے اور آگے بڑھنے کا لمحہ۔ روزہ میں آدمی دنیا سے اور دنیا کی چیزوں سے ایک محدود مدت کے لیے کٹ گیا تھا۔ حتیٰ کہ اس نے اپنی فطری ضرورتوں تک پر پابندی لگا دی تھی۔ یہ دراصل تیاری کا وقفہ تھا۔

اِس کا مقصد یہ تھا کہ وہ باہر دیکھنے کے بجائے اپنے اندر کی طرف دھیان دے۔ وہ اپنے آپ میں وہ ضروری اوصاف پیدا کرے جو زندگی کی جدوجہد کے دوران اس کے لیے ضروری ہیں اور جن کے بغیر وہ کاروبارِ حیات میں مفید طور پر اپنا حصہ ادا نہیں کر سکتا۔ مثلاً صبر و برداشت، اپنی واجبی حد کے اندر رہنا، منفی نفسیات سے اپنے آپ

کو بچانا۔ اس قسم کا ایک پُر مشقت تربیتی مہینہ گزار کر وہ دوبارہ زندگی کے میدان میں واپس آیا ہے اور عید کے تیوہار کی صورت میں اپنی زندگی کے اِس نئے دور کا افتتاح کر رہا ہے۔

اِس طرح عید کا دن مسلمانوں کے لیے آغازِ حیات کا دن ہے۔ روزہ نے آدمی کے اندر جو اعلیٰ صفات پیدا کی ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اب وہ سماج کا زیادہ بہتر ممبر بن جاتا ہے۔ اب وہ اپنے لیے بھی پہلے سے بہتر انسان ہوتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی پہلے سے بہتر انسان۔

روزہ میں آدمی نے بھوک پیاس برداشت کی تھی، اب باہر آکر وہ لوگوں کی طرف سے پیش آنے والی ناخوشگواریوں کو برداشت کرتا ہے۔ روزہ میں اس نے اپنے سونے اور جاگنے کے معمولات کو بدلا تھا، اب وہ وسیع تر انسانی مفاد کے لیے اپنی خواہشوں کو قربان کرتا ہے۔ روزہ میں اس نے عام دنوں سے زیادہ خرچ کیا تھا، اب باہر آکر وہ اپنے واقعی حق سے

زیادہ لوگوں کو دینے کی کوشش کرتا ہے۔

روزہ میں وہ بندوں سے کٹ کر خدا کی طرف متوجہ ہوا تھا، اب باہر آکر وہ سطحی چیزوں میں الجھنے کے بجائے بلند مقصد کے لیے متحرک ہوتا ہے۔ روزہ میں وہ اپنی خواہش کو روکنے پر راضی ہوا تھا، اب باہر کی دنیا میں وہ یہ کرتا ہے کہ وہ اپنے حقوق سے زیادہ اپنی ذمہ داریوں پر نظر رکھنے والا بن جاتا ہے۔

روزہ سال کے ایک مہینہ کا معاملہ تھا تو عید سال کے گیارہ مہینہ کی علامت ہے۔ روزہ میں صبر، عبادت، تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی کے مشاغل تھے، اب عید سے جدوجہد حیات کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ روزہ اگر انفرادی سطح پر زندگی کا تجربہ تھا تو عید اجتماعی سطح پر زندگی میں شریک ہونا ہے۔ روزہ اگر اپنے آپ کو خدا کے نور سے منور کرنے کا وقفہ تھا تو عید گویا ساری دنیا میں اِس روشنی کو پھیلانے کا اقدام ہے۔

روزہ اگر رات کی تنہائیوں کا عمل تھا تو عید، دن کے ہنگاموں کی طرف صحت مند پیش قدمی ہے۔

روزہ جس طرح محض بھوک پیاس نہیں، اسی طرح عید محض کھیل تماشے کا نام نہیں۔ دونوں کے ظاہر کے پیچھے گہری معنویت چھپی ہوئی ہے۔ روزہ وقتی طور پر عالم مادی سے کٹنا اور عید دوبارہ عالم مادی میں واپس آجانا ہے۔ روزہ اللہ سے قربت حاصل کرنے کی کوشش ہے، اور عید اس نئے زیادہ بہتر سال کا آغاز ہے جو روزہ کے بعد روزہ داروں کے لیے مقدر کیا گیا ہے۔

عید دراصل نئی زندگی شروع کرنے کا دن ہے۔ عید کا پیغام ہے کہ مسلمان نئی ایمانی قوت اور نئے امکانات کی روشنی میں از سرِ نو زندگی کی جدوجہد میں داخل ہوں۔ ان کا سینہ خدا کے نور سے روشن ہو۔ ان کی مسجدیں خدا کے ذکر سے آباد ہوں۔ ان کے گھر تواضع کے گھر بن

جائیں۔ سارے مسلمان متحد ہو کر وہ جدوجہد شروع کریں جس کے نتیجہ میں انھیں دنیا میں خدا کی نصرت ملے اور آخرت میں خدا کی جنت۔

الرسالہ، مارچ 1992
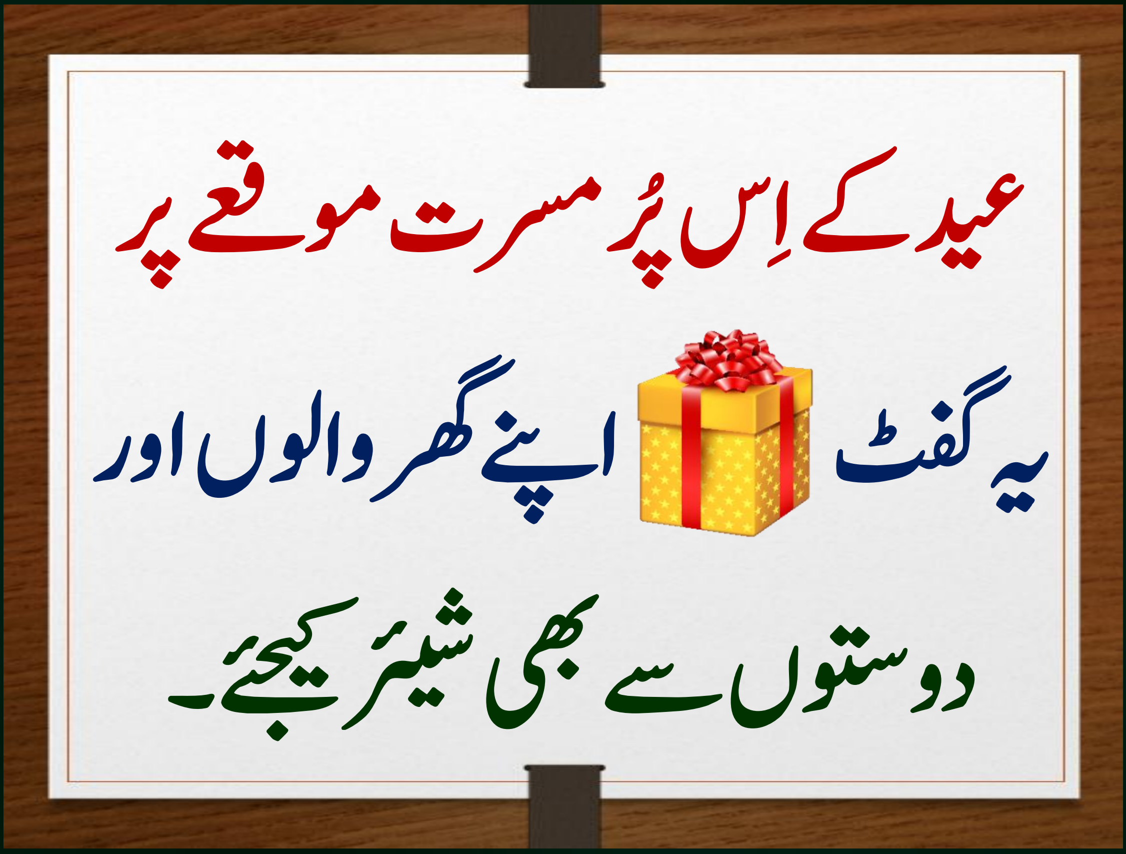
نوٹ: اگر آپ ان تحاریر کو فوٹو کاپی کرا کر دوسروں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو 2- صفحات پر مشتمل بلیک اینڈ وائٹ PDF فائل ڈاؤنلوڈ کرنے کے لیے یہاں کلک کیجئے۔